

قبلہ و کعبہ آیۃ اللہ العظمیٰ سلطان العلماء سید محمد رضوان مآب

لسان الہند مولانا مرزا محمد ہادی عزیزی لکھنوی

نام و نسب

مولانا السید محمد خلف اکبر مولانا السید ولد ار علی
غفران مآب ۲۴ واسطوں سے آپ کا نسب شریف امام
علی التقی - تک منتهی ہوتا ہے۔

ولادت و خواب غفران مآب

۱۷ صفر ۱۱۹۹ ہجری کو آپ کی ولادت لکھنؤ میں
ہوئی زمانہ رضاعت و ایام طفولیت نے نورانی گہواروں میں
نشوونما پائی جناب غفران مآب نے اسی زمانہ میں حضرت حجۃ
منتظرؑ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں: ”میں تیرے پر
کی پرورش کا متکفل ہوں، چنانچہ سلطان العلماء نے ایک
مختصر رسالہ میں اس خواب کو نہایت لطیف عبارت میں لکھا
ہے جس کو اس مقام پر بہ خیال طوالت نقل نہیں کر سکتا اکثر اس
پر فخر کیا کرتے تھے اور کہتے تھے: انا افتخر و اقول ان
صاحب زمانی الحجۃؑ المنتظر الربانی قد تکفل
لحضانتی و ربانی۔

اس رسالہ کے آخر میں اس مقام کا بھی ذکر کیا
ہے جہاں حضرت حجۃ نے آپ کی نسبت خواب میں یہ فرمایا
تھا جناب غفران مآب کی نسبت کہتے ہیں: کان من عاداتہ
طاب ثراہ انہ کان یذهب الی سواد نصیر آباد

للتفرج و اشتغال القلب و سائر اصحابہ و احبابہ
خلفہ یروحون حیث مراح فکان ذات یوم انہ خرج
من الحسینیۃ الی بناہا فی الوطن وقت العصر
فصار یمشی وانا و سائر اصحابہ معہ خلفہ واما انا
امشی قلیلاً اذ نادانی یا محمد قلت لبیک یا ابی
فلما دنوت منه قال ان ہذہ الارض الوسعۃ ہی الی
کان الامام اشار الیہا بیدہ الشریفۃ قائلاً انک تری
ہذا الولد فی ہذہ الارض۔ اسی مناسبت سے آپ جب
عریضہ حجۃ کی خدمت میں لکھتے تھے تو اپنے نام کے ساتھ
المربوب فی حجر رافئہ محمد بن علی بن محمد
لکھتے تھے۔

تحصیل علوم

تمام علوم عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل اپنے والد علامہ
سے کی غفران مآب کے بعد ہندوستان میں یہ اجتہاد کا نقش
ثانی تھا سلطان العلماء نے اپنے والد کی حیات ہی میں
مرجعیت پیدا کی تھی ان کے بعد تو ہندوستان کا چہ چہ ان
کے فروغ کمال سے جگمگا اٹھا۔ فرقہ شیعہ جس قدر بھی اس
وجود محترم پر ناز کرے بجا ہے۔ آج بھی لکھنؤ میں سیکڑوں
چشمے اسی دریائے ناپیدا کنار کے جاری ہیں۔ بچپن ہی سے
جین اقبال چمک رہی تھی ہر دل عزیز اور محبوب قلوب تھے

آغوش عطوفت علماء آپ کا گہوارہ تھی امراء ووزراء مرتبہ شناس تھے کئی مرتبہ نواب آصف الدولہ بہادر نے اپنی گود میں لیا پیشانی اور ہاتھوں پر بوسہ دیا۔

۱۸ سال کی عمر میں درجہ اجتہاد پر فائز ہوئے۔ ۱۲۸۲ھ میں جناب غفران مآب نے اجازہ اجتہاد دیا جس کے بعض عبارات نقل کیے جاتے ہیں:

كان بحمد الله تعالى ممن جد في هذا
المطلب وتروى من هذا المشرب الاعذب
الفاضل المتوقد الزكي الا وحد الالمعي
اللودعي الاعز الولد الا مجد ثمرة فوادي وقره
عيني السيد محمد لا زال محمداً بمكارم
الاخلاق ومتحلياً بحلى الكمالات محفوظاً
ومصوناً عن جميع الافات والعاهات بحق محمد
واله رفيع الدرجات عليهم صنوف الصلوات
والتحيات الزاكيات بانه طول عمره في ريعان
الشباب وعنفوانه فاق معظم الامثال والاقران
وامتاز بترقيه مدارج الكمال عن اكثر ابناء
الزمان رتع في رياض العلوم وترقى اعلى مدارج
الفضائل الى حاله الى احسن الحال اوشك ان
يبيض الممداد من اشراق ذكائه ويتنور قلوب
اهل بيتنا بنور ضيائه ولعمري لو قلنا ان رايته تكاد
يضرى ولو لم تمسسه نار، لم تكن مستبعداً ولو قلنا
انه مطمح محل عناية حجة الله المنصور بعون الله
لكان قولاً مسدداً كما هو مفاد بعض الروياء

الصادقة في المنام وتفصيله يقتضى محلاً آخر
غير هذا المقام وازضاف ايضاً يمنه تعالى وكرمه
الى ما اعطى من العلم حسن العمل والتنزه عن
كثير من الخطاء والزلل برا بالوالدين ولم يعصنا
طرفة عين فخره الله عنا خير ماجاز الولد عن
والديه وجعله غده خيراً من مسه واليوم بين
يديه الخ

دوسرے اجازہ میں تحریر فرماتے ہیں:

”من از مدتی ولد امجد معزی اللہ یعنی
جناب مجتہد العصر والزمان را مرتقی بسوے
مدارج کمال و متخلق بمکارم اخلاق و محامد
خصال یافتہ در خاطر داشتم کہ اجازہ چنانکہ
معمول علمائے کرام است برای او بنویسم زیرا کہ
اور الاثق این امر دیدم اگرچہ سائر فرزندانم پارہ
دل و ثمرہ جگر می باشند لیکن او بفضل الہی
در میان ایشان است بآنکہ اکمل اولاد روحانیہ
و نتائج نفسانیہ نورانیہ است و چون بعضے امور در
باب این مطلب یعنی نوشتن اجازہ مانع بود
خصوصاً ملاحظہ حسد و لداد اہل تعسف و عناد
کہ معظم بضاعت ایشان سلوک طریق اعوجاج
است و بہترین امور را حمل بر بدترین محامل می
کنند اظہار آن در حیز تعویق افتادہ بود تا آنکہ
وقت اظہار آن در رسید و خوبی چیزے کہ ارادہ
اظہار داشتم بر عقل حق پسند ظاہر شد پس

آنچه مکنون خاطر مد بود بمنصه ظهور در آوردم پس اور اجازہ دادم حق تعالیٰ اور او سائر اولاد ما را بسوی بلند ترین معارج علما واقصی مدارج فضلا گرداناد کہ روایت کند از جمیع مرویات مرا از مصنفات اسلام ومولفات خاص وعام وفنون وعلوم از کتب حدیث وتفسیر وکلام واصول وفقہ ورجال ونحو ولغت وقرأت وحکمت وغیرہ این با کہ دخلہ در علوم دین دارد تا این اجازہ کافی ووافی باشد۔“

جناب غفران مآب کی حیات میں سلطان العلماء کا تبحر علمی اور کمال نفسی اس حد تک تھا کہ آئینہ حق نما میں ان کا تذکرہ نہایت وقیع اور گراں قدر الفاظ میں کیا ہے۔ آئینہ حق نما جناب غفران مآب کے ایک شاگرد کی تالیف ہے جو انھیں کے عہد میں لکھی گئی اور جناب غفران مآب نے اس کی تالیف میں اعانت کی۔

سلطان العلماء کا تبحر علمی اگر دیکھنا ہو تو ذیل کی کتابیں دیکھئے:

(۱) اوراق الذہب جناب مفتی سید محمد عباس صاحبؒ (۲) ظل ممدود مکاتیب علامہ مفتی سید محمد عباس صاحبؒ (۳) شذور العقیان از علامہ مولانا سید اعجاز حسین صاحبؒ (۴) مکاتیب یمانی الشیرانی (۵) نجوم السماء از جناب والدعلام

جب غفران مآب نے انتقال کیا اس وقت

سلطان العلماء کا خورشید کمال نصف النہار پر تھا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ بنیاد دین غفران مآب نے قائم کی، عمارت کو سربفلک سلطان العلماء نے کیا غفران مآب نے آخر عہد میں ایک وصیت نامہ تحریر کیا اور ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۲۳۵ ہجری کو اپنے سامنے سلطان العلماء کو اپنی وصی وقائم مقام کیا۔

۱۹ رجب کو جناب سید دلدار علی علی علیہین میں قیام پذیر ہوئے اس وقت سے سلطان العلماء نے اپنے تمام اوقات کو فضلاء ہندوستان کی تعلیم و تربیت کے لئے وقف کر دیا عموماً تمام ہندوستان اور خصوصاً لکھنؤ ان کے کمالات علمیہ سے چھلک گیا بڑے بڑے زبردست عالموں نے ان کے فضل و کمال کا اعتراف کیا۔

حماد و اوصاف

سلطان العلماء محاسن ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے حسن و جمال ہیئت و اجلال ظاہری بھی حد کمال تک تھا۔ منبر پر ان کی خاص شان ہوتی تھی عمامہ و جامہ سفیدان پر اس قدر زیب دیتا تھا کہ لوگ دیکھا کرتے تھے۔ عاشور کے دن اپنے امام باڑہ میں مصائب امام مظلوم بیان کیا کرتے تھے سر پر سبز عمامہ دوش پر سیاہ عبا ہوتی۔ آنکھوں سے متصل آنسو جاری ہوتے تھے اور صورت خود ایک مرثیہ ہوتی تھی گریہ گلوگیر ہوتا تھا مشکل سے چند فقرے حدیث کے بیان کر کے منبر سے اتر آتے تھے دیر تک گروہجوم رہتا تھا۔

محنت و استقلال

راتوں کو بہت کم سوتے تھے اور جس کام کو شروع کرتے تھے اس کو نہایت محنت و جانفشانی سے انجام دیتے تھے جناب مفتی صاحب قبلہ نے بعض صفات کو نظم کیا ہے جس کا اندراج خالی از لطف نہیں۔

الیف التقی وارث الانبیا
نظر کردہ حضرت کبریا
امام ہمام خبیر بصیر
کریم السجایا عدیم النظیر
خطیب وعجیب علی المنبر
منوع نہو عن المنکر
علیم کریم حلیف السدا
شجاع مطاع رفیق الفواد
صبور وفور لطیف وفی
عطوف رؤف حفی صفی
رئیس البرایا ولی الکریم
حزیل العطایا رفیع الہمم
فرازندہ رایت اجتہاد
ز حق حجت و آیت برعباد
مہ ساطع آسمان ہدی
سمی جناب رسول خدا
زہ وارث علم خیر الانام
وحید الزمان مرجع خاص وعام
امامی کہ در قطع فضل وعدا
حسامی است مسلول دست خدا

طریق شریعت موید از وست
کہ نام نشان محمد از وست
نمایاں بمیدان دیں پروری
زہر ضربت شریعت حیدری
عدیلش بعدل و بانصاف نیست؟
نظیرش کس از قاف تا قاف ہست
شود گرز فرط زکا حرب زن
ز مکنون دلہا برآرد سخن
بدست و علم حامی مذهب است
مددگار اسلام روز و شب است
قلم در کف اولوای علی است
کہ ازوے نشان ولای علی است
شان وجہ روت کا یہ عالم تھا کہ سلاطین ملک کے سر پر تخت نشینی کے وقت تاج شاہی انھیں کے ہاتھوں سے رکھا جاتا تھا اس عہد کے علماء و فضلاء کے اسناد و اجازات انھیں کی مہر سے معزز و مفتخر ہوتے تھے نماز امواتِ عمائد و سلاطین، نماز جمعہ و عیدین مخصوص انھیں کی ذات سے تھی۔
تقریر محکمہ مرافعہ کے قبل تمام اراکین کے مقدمات حدود و قصاص اور دیگر احکام شرعی کا نفاذ انھیں کی رائے اور فتاویٰ پر موقوف تھا سلاطین وقت پیچیدہ مقدمات انھیں کے سپرد کر دیتے تھے ان کے فیصلے عدل و انصاف سے ہم وزن اور بغیر رو و رعایت ہوتے تھے سلاطین سے کبھی مرعوب نہیں ہوئے علم و حکمت، شجاعت و جلالت ان کے خاص صفات تھے اعلان کلمہ حق میں کبھی کسی کا لالچ نہیں کیا احکام شریعت کا نفاذ اکثر سلاطین کی مرضی کے مخالف کیا چنانچہ واجد علی شاہ

نے کسی مسئلہ کی نسبت کہلا بھیجا کہ اس پر نظر ثانی و تجویز ثانی کیجئے جواب میں کہلا بھیجا : حلال محمد حلال الی یوم القیامہ و حرام محمد حرام الی یوم القیامہ۔

زمانہ غدر میں چیف کمشنر نے جہاد کے متعلق کچھ کہا، فرمایا کہ ہمارے مذہب میں جہاد غیبت امام میں جائز نہیں چیف کمشنر نے کہا کہ اگر آپ کا امام آجائے فرمایا ان کے ساتھ حضرت عیسیٰ بھی ہوں گے جیسا حکم دونوں کا ہوگا اس کی تعمیل واجب ہوگی۔

نصیر الدین حیدر بادشاہ نے ایک نکاح پڑھنے کے لئے طلب کیا وہاں پہنچ کر صاف کہہ دیا کہ شرعی صورت سے افتراق شوہر اول سے ثابت نہیں اس لئے میں نکاح نہیں پڑھ سکتا بادشاہ کا چہرہ غصہ سے متاثر ہوا آپ لاجول ولاقوۃ الا باللہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

ایک دن سلطان موصوف نے شبیہ جنازہ حضرت امام حسینؑ پر نماز جنازہ پڑھانے کے لئے طلب کیا۔ جب ایوان شاہی میں داخل ہوئے تو بعض اراکین نے اصرار کیا کہ آج مصلحت اسی کی مقتضی ہے کہ آپ تعمیل حکم شاہی میں انکار نہ فرمائیں اتنے عرصہ میں بادشاہ مع خدم و حشم سرا پردہ شاہی سے سیاہ لباس پہنے برآمد ہوئے اور استدعاے نماز جنازہ کی آپ نے کہا کہ شرعاً یہ صورت جائز نہیں نہ میری یہ مجال ہے کہ جنازہ امام کی نماز پڑھوں اس لئے کہ نماز جنازہ امام، امام ہی پڑھا سکتا ہے نصیر الدین حیدر یہ سن کر خاموش ہو گئے۔

محمد علی شاہ بادشاہ نے بعد تعمیر مسجد جامع حسین آباد

میں نماز عید الفطر کی استدعا کی جواب میں کہلا بھیجا کہ اس میں بعض اراضی مملکت نعیم خان کی شامل ہے تاوقتیکہ اس کا معاملہ اور مصالحہ شرعی صورت پر نہ ہوگا نماز نہیں پڑھاؤں گا چنانچہ بعد تحقیقات ایک معقول معاوضہ خان موصوف کو دیا گیا اس وقت آپ نے نماز پڑھائی۔

یوں تو تمام سلاطین اودھ کے عہد میں آپ کا پایہ اعزاز بلند رہا لیکن محمد امجد علی شاہ بادشاہ مخصوص ارادت کیش عقیدت مند تھے محکمہ مراۃ شرعیہ آپ کے متعلق کیا جن میں آپ صدر الشریعہ تھے اور باقاعدہ مفتی اور اہل قلم اور اہالیان دفتر عصا بردار خاص بردار وغیرہ مقرر کئے گئے جن میں صدر کے احکام کے موافق حکم سنایا جاتا تھا۔

ایک مقدار کثیر خیرات و مبرات و زکوٰۃ کی سرکار شاہی سے آتی تھی جس میں تین لاکھ سے زیادہ رقم صرف زکوٰۃ کی ہوتی تھی جو مستحقین کو تقسیم ہوتی تھی۔

امجد علی شاہ بادشاہ نے ایک مہر کندہ کرا کے بھجوائی جس میں یہ عبارت تھی:

”مجمع علوم دین و مرجع سادات مومنین حافظ احکام شرع میں مجتہد العصر سلطان العلماء“

اس عبارت کے ساتھ ”مورد اعتقاد امجد علی شاہ“ کی بھی تجویز شاہی تھی آپ نے جب سنا تو منظور نہیں کیا بلکہ مورد عنایات پسند کیا چنانچہ اسی طرح کندہ ہوا۔ ہمیشہ منشیان دفتر شاہی یہی القاب لکھا کرتے تھے امجد علی شاہ کی عقیدت روز بروز آپ کے ساتھ بڑھتی ہی گئی۔

اسی زمانہ میں سلطان العلماء کے ایما اور سید

باکمال احتیاج از خلق استغنا خوش است
بادبان خشک مردن بربل دریا خوش است
بیچ کارے بے تاقل گرچہ صائب خوب نیست
بے تاقل آستیں افشاندن از دریا خوش است
جب انتقال ہوا تو سوا کتب خانہ کے ایک درہم
بھی نکلا جو ورثہ پر تقسیم ہوتا یا اس سے تجہیز و تکفین کی جاتی۔

تقریر و تحریر نہایت پر زور تھی بذلہ سنج و لطیفہ گو بھی
تھے زاہد خشک نہ تھے جواب نہایت بر محل دیتے تھے کسی
رئیس نے باہر سے ایک خط لکھا اس نے آپ کے نام کے
ساتھ سید محمد بہادر لکھ دیا آپ نے جواب میں اپنے نام کے
نیچے سید محمد بے بہادر لکھا۔

ایک روز کسی شخص نے عرضی پیش کی کہ اس پر
آپ جناب مفتی سید محمد عباس صاحب سے سفارش کرادیں
آپ نے اس کی پیشانی پر لکھ دیا ”یا حضرت عباس علی وقت
مدد ہے۔“

ان کے لطائف علمیہ بکثرت ہیں جن کو اس مختصر
رسالہ میں درج کرنے سے معذور ہوں۔

ان کے زور قلم کا اندازہ ان کے تصنیفات سے
ہو سکتا ہے میدان مناظرہ میں ان کا خلمہ دوزبان ذوالفقار^(۱)
تھا۔ کلام نہایت مستدل اور مضبوط ہوتا تھا۔ ایسی تحریروں میں
اپنے نام کے ساتھ محمد ابن علی صاحب ذوالفقار لکھتے تھے۔
ان کی شیریں سخی اور لطائف بیان کا اکثر علمائے عراق نے
اپنی تحریروں میں اعتراف کیا ہے۔

العلماء کی کوشش سے ایک مدرسہ بھی جاری ہوا یہ مدرسہ
مقبرہ نواب جنت آرام گاہ میں تھا چاروں طرف دالان اور
حجرے تھے جس میں طلباء رہتے تھے اور تقریباً تیس مدرس
تھے جس میں بڑے بڑے علماء و فضلاء اور اس عہد کے اکمل
افراد مجتمع تھے۔ مدرسین کی بیش قرار تنخواہیں مقرر تھیں طلباء کو
وظائف ملتے تھے اکثر امجد علی شاہ ہوادار پر سوار ہو کر مدرسہ
کا معائنہ کرنے آتے تھے اور چاروں طرف دورہ کرتے
تھے امراء کے یہاں سے تقریبات میں جس قدر طعام یا
تحف و ہدایا آتے تھے وہ سب طلباء کو بھیج دیتے تھے اور
خاص طور سے الطاف شاہانہ ان پر مبذول تھے اس کا نتیجہ یہ
ہوا کہ اس زمانہ میں تحصیل علم کا شوق لوگوں میں پیدا ہو گیا
سلطان العلماء ان امور میں برابر محرک رہتے تھے۔

سلطان العلماء بے حد متواضع اور منکسر تھے
ہمیشہ اپنے چھوٹے بھائی (سید العلماء) کو اپنے نفس سے
مقدم رکھتے تھے اور تمام امور دینی و دنیوی انھیں کے متعلق
کر دیئے تھے یہاں تک کہ ایک روز ان کی نماز جماعت
میں بحیثیت ماموم شریک ہوئے۔

حلم و مروت کا یہ حال تھا کہ ہر شخص سے نہایت
خندہ پیشانی سے ملتے تھے اور مطلب بر آری کرتے تھے
علاوہ ان رقموں کے جو آپ کے پاس آتی تھیں اپنے ذاتی
مصارف سے بھی ہمیشہ بذل و ایثار کرتے تھے اپنے نفس
کے واسطے کوئی سامان راحت نہ تھا نہ کبھی کوئی بلند عمارت تعمیر
کرائی نہ قیمتی لباس نہ طعام لذیذ کی طرف رغبت ہوئی اکثر یہ
اشعار پڑھا کرتے تھے۔

مصنفات

تلامذہ

(۱) جناب مولوی سید محمد امام جمعہ و جماعت قصبہ ہوگلی (۲) جناب میرزا محمد فیض آبادی (۳) مولوی مشرف علی (۴) سید باقر صاحب بخاری (۵) مولوی سید دیدار جہاں (۶) علامہ مفتی سید محمد عباس (۷) فقیہ مومن مولانا السید علی حسن الجاسسی (۸) علامہ سید حامد حسین (۹) مفتی نواب مرزا مرحوم (۱۰) محدث خیر مولانا سید علی مرحوم (۱۱) مولوی سید عبدالعلی (۱۲) مولوی سید سرفراز حسین (۱۳) قاضی سید محسن رضا عرف آغاسید جاسسی (۱۴) قاری حافظ جعفر علی صاحب (۱۵) مولانا شاہ سید علی حسن اشرفی احسن جاسسی۔ ان کے علاوہ اور بھی تلامذہ ہیں۔

وفات

شب پنجشنبہ ۲۲ ربیع الاول ۱۲۸۴ھ کو انتقال کیا لکھنؤ میں وہ دن بھی ایک تاریخی دن تھا۔ بیت الشرف سے و اممدا کا شور بلند تھا لکھنؤ میں کوئی گھرا یا نہ تھا جہاں سے رونے کی آواز نہ آرہی ہو دیکھنے والے بیان کرتے ہیں کہ کسی جنازہ کے ساتھ اتنا مجمع نہیں دیکھا گیا۔ ۱۲ ربیعہ دن کو حسینہ غفران مآب میں یہ زندہ جاوید فن کیا گیا۔ چادر کفن کا ایک ایک تاریک کا لوگ لے گئے اس حادثہ جانکاہ میں مفتی سید محمد عباس صاحب قبلہ نے حسب ذیل تاریخ کہی:

مات مجتہد العصر

۴ ۸ ۲ ۱ ۵

قبلہ دیں کعبہ ایمان جناب مجتہد

کز جو دش رونق محراب ومنبر داشتند

(۱) کتاب مبسوط رد تحفہ اثنا عشریہ در بحث امامت (۲) سیف ماح در اثبات حکم مسیح ر جلین (۳) حاشیہ بر شرح سلم ملا حمد اللہ (۴) اصل اصول رد اخبار پین (۵) حاشیہ شرح صغیر از سید علی طباطبائی (۶) صمصام قاطع (۷) طعن الرماح در قصہ فدک (۸) ضربت حیدریہ در دو جلد (۹) ثمرۃ الخلافۃ در کلام (۱۰) عجالہ نافعہ در کلام (۱۱) سم الفار (۱۲) برق خاطف (۱۳) رسالہ در نماز جمعہ (۱۴) شرح زبدۃ الاصول (۱۵) فوائد نصیریہ در احکام زکوٰۃ و خمس (۱۶) کشف الغطاء (۱۷) گوہر شاہوار در فضیلت ائمہ ہدیٰ بر قرآن مجید (۱۸) احیاء الاجتہاد، و اصول فقہ (۱۹) سبع مثانی در قرأت و تجوید (۲۰) بارقہ ضمیمہ (۲۱) بوارق موبقہ (۲۲) مسئلۃ التخصیق والوسعۃ فی القضا (۲۳) رسالہ در تحقیق نجاست عرق جبب بحرام (۲۴) بشارت محمدیہ (۲۵) ازالۃ النعی (۲۶) رسالہ استبداد بکر (۲۷) رسالہ حفظ الحافظین۔ ان کتابوں کے علاوہ اور بھی مختصر رسائل ہیں۔

اولاد

(۱) منصف الدولہ جناب سید محمد باقر مرحوم (۲) جناب سید صادق مرحوم (۳) جناب سید مرتضیٰ مرحوم (۴) جناب سید عبداللہ مرحوم (۵) ملک العلماء جناب سید بندہ حسین مرحوم (۶) جناب مولوی سید علی اکبر مرحوم (۷) تاج العلماء جناب سید علی محمد مرحوم (۸) جناب سید غلام حسین مرحوم (۹) جناب سید محمد علی مرحوم

آیۃ نور الہی کز فروغ طلعتش
 ذربائے کوئے او باخور برابر داشتند
 این ہمایوں منظرے کز سایہ اقبال او
 بادشاہان سرسیر دیہیم وافر داشتند
 رہبر دین علیؑ بود است وہم نام نبیؐ
 بیبتہ از رعب او در قلب کا فر داشتند
 در حکومت زہد وتقوی العجب ثم العجب
 کیسہ پرزر داشتند وطبع بو ذر داشتند
 حسن خلق وخوف محشر از جناب شان نگر
 خندہ بر لب داشتند و دیدۂ تر داشتند
 آہ از سید محمد، حیف از سید حسین
 وہ چہ علم وفضل این ہر دو برادر داشتند
 تلخ شد عیش جہاں گشتند بعد از ہم بروں
 بسکہ باہم اختلاط شیر وشکر داشتند
 نیست بے جا گر بدرو نعل او پیر و جوان
 دیدۂ تر داشتند وشور محشر داشتند
 درعرب یادرجم درعلم وفضل وحسن خلق
 کس نمی گوید کہ در آفاق ہمسر داشتند
 ہر چہ از عقل رسا گویم زعزوشان شان
 آسمان خندد کہ ایشان شان دیگر داشتند
 شذز آفاق جہاں زایشان رواج نقدیں

سکہ گوہر نگین شاہ خاور داشتند
 حیرتم از حال مرگ سید رضوان مآب اللہ
 گوئیا شوق لقائے دست در سر داشتند
 با تشنچ در نماز آخر روز وفات
 رفع ید در گفتن اللہ اکبر داشتند
 ساعت دہ از شب بست ودوم ماہ ربیع
 رخت بریستند وعزم بزم داور داشتند
 می نوشتند از پیئ سعی وسفارش رقعہا
 بسکہ پایس خاطر مسکین مضطر داشتند
 آہ یا ویلاہ ما ادریگ ما یوم الخمیس
 کاندیریں کنج لحد از خاک بستر داشتند
 حلہائے نو بنو پوشند در خلد بریں
 در جہاں گرچہ لباس کھنہ در برداشتند
 سال تاریخ وفاتش را چہ می پرسی زمن
 آسمانے بود وایے از زمیں برداشتند
 ۴ ۸ ۲ ۱ ۵
 نوٹ: ناظرین ”تجلیات“ تاریخ مفتی علامہ سید محمد
 عباس صاحب ملاحظہ فرمائیں دونوں ایک ہی قلم کی
 تحریریں اور ایک دوسری کی صاف صاف تکذیب
 کر رہی ہے ۷

بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا





قبلہ و کعبہ سلطان العلماء آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد نقوی رضوان مآب بانی حکومت شرعیہ درادھہ ہند
ولادت ۱۷ صفر المظفر ۱۱۹۹ھ مطابق ۷۸۴ء وفات شب پنجشنبہ ۲۲ ربیع الاول ۱۲۸۴ھ مطابق ۱۸۶۷ء



قبلہ و کعبہ علم عالم سید العلماء آیۃ اللہ العظمیٰ
سید حسین علی بن مکانؒ
ولادت ۱۴ رجب الثانی ۱۲۱۱ھ مطابق
اکتوبر ۱۷۹۶ء وفات شب شنبہ
۱۷ صفر ۱۲۷۳ھ مطابق اکتوبر ۱۸۵۶ء



ممتاز العلماء فخر المدرسین آیۃ اللہ العظمیٰ
سید محمد تقی نقوی جنت مآبؒ
ولادت ۱۶ جمادی الاول ۱۲۳۴ھ
مطابق ۱۸۱۹ء وفات شب قدر
۲۳ رمضان ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۲ء



سید العلماء آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد ابراہیم نقوی
فردوس مکان
ولادت ۱۰ جمادی الثانیہ ۱۲۵۱ھ مطابق
۹ جولائی ۱۸۳۳ء وفات ۲۰ جمادی الاول
۱۳۰۷ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۹۰ء



عماد العلماء فقیہ اہلبیت آیۃ اللہ العظمیٰ سید مصطفیٰ
”میر آغا“ صاحب علیین مآب
ولادت ربیع الاول ۱۲۵۲ھ مطابق ۷۷۷
وفات پنجشنبہ ۱۱ رمضان ۱۳۲۳ھ



حجۃ الاسلام سید الواعظین مولانا سید کلب حسین
نقوی جاسی ابن رئیس العلماء حجۃ الاسلام مولانا
سید ولی محمد حسین نقوی مجتہد



آقائے قوم قدوة العلماء آیتہ اللہ العظمیٰ سید
آقا حسن نقوی اکمل جاسی غفران مکان
بانی آل اندیاشیعہ کانفرنس و شیعہ کالج و شیعہ یتیم
خانہ و شیعہ بیت المال، لکھنؤ
ولادت ۶/ رجب الاول ۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۶۵ء
وفات پنجشنبہ ۷/ رجب الثانی ۱۳۴۸ھ مطابق
۱۲/ ستمبر ۱۹۲۹ء



باقر العلوم آیت اللہ العظمیٰ سید محمد باقر ابن آیت اللہ سید ابوالحسن

ولادت ۷ صفر ۱۲۸۶ھ

وفات ۱۶ شعبان ۱۳۴۶ھ



ماہر فن نواب مولانا سید مہدی حسین نقوی ماہر اجتہادی
ولادت ۱۲۶۴ھ وفات ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ مطابق ۲۹ مئی ۱۹۰۷ء



ذاکر شام غریباں عمدۃ العلماء
آیۃ اللہ سید کلب حسین نقوی
طاب ثراہ



سید المفسرین صدر المحققین سید العلماء آیۃ
اللہ العظمیٰ سید علی نقی نقوی
ولادت ۲۶ رجب ۱۳۲۳ھ مطابق
۱۹۰۵ء وفات یکم شوال ۱۴۰۸ھ مطابق
۱۸ مئی ۱۹۸۸ء



علمبردار اتحاد بین المسلمین آقائے شریعت
 حجت الاسلام والمسلمین مولانا سید کلب عابد
 نقوی رحمت مآب
 ولادت یکم جمادی الثانی ۱۳۴۱ھ مطابق
 ۱۹ جنوری ۱۹۲۳ء وفات شنبہ ۱۰ ربیع
 الثانی ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۳ دسمبر ۱۹۸۶ء



مفکر اسلام ڈاکٹر مولانا سید کلب صادق نقوی صاحب قبلہ



قائد ملت مولانا سید کلب جواد نقوی صاحب قبلہ